امام حسین پاک کو

علیہ السلام کہنا جائز ہے

محمد عمران کاظم مصباحی المداری مراد آبادی

خادم: الجامعة العربیہ سید العلوم بدیعیہ مداریہ محلہ اسلام نگر بھیڑی ضلع بریلی اترپردیش الھند

ضبط و ترتیب : محمد جنید حیدر مداری نیپال

MADAARI MEDIA

دم مدار بیڑا پار

The Silsila e Aaliya Madaariya Social Platform

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح
سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں
سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات
سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جائیے

www.MadaariMedia.com

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

@MadaariMedia

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع متین ذیل کے مسائل پر مستند و مدلل حوالات سے

ا۔ ایک طالب علم کا کہنا ہے کہ امام حسین کو صرف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہہ سکتے ہیں "علیہ السلام " کہنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درست نہیں

۲۔ ائمہ مساجد کو اجرت لینا دینا کا حوالہ اور دلیل مانگتا ہے اور رمضان کے ماہ میں تراویح کے نذرانے کو درست بتاتا ہے۔

ازطرف
معظم احمد قادری برکاتی نوری
امام موتی مسجد جھنڈا پیر سیاورکا سگنج یوپی (الھند)
موبائل۔۔ 9084223227

01/34

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللھم ہدایۃ الحق والصواب

(1) طالبِ علم کا کہنا درست نہیں ہے کیونکہ اہل بیت اطہار، آل رسولِ مختار کو تو خود خداوند تعالیٰ نے سلام کیا ہے بندے کیا چیز، دیکھیں پارہ 23 / سورۃ والصافات / رکوع 4 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "سلامٌ علیٰ اٰلِ یاسین "یعنی آلِ یاسین پر سلام ہو اور یاسین سے پیارے آقا محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی ذاتِ اقدس مراد ہے۔ اب آپ سوال کریں گے کہ قرآن پاک میں تو صاف صاف "سلام علیٰ اِلْ یاسین "لکھا ہے۔ تو ملاحظہ کریں! علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ اپنی کتاب (تفسیر در منثور/ جلد 5/ص285 مطبوعہ مصر) میں تحریر فرماتے ہیں "سلام علیٰ اٰلِ یاسین"

اور علامہ فخر الدین رازی (تفسیر کبیر جلد 7/ص 161) میں بھی تحریر فرماتے ہیں "سلام علیٰ اٰلِ یاسین" اور تفسیر فتح البیان جلد 8/ ص 77 / مطبوعہ مصر) میں بھی تحریر ہے "سلام علیٰ اٰلِ یاسین" اوران سب کا مطلب بھی آل محمد لکھا ہے ۔ جیسے علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں "قرء اٰخرون سلام علیٰ اٰل یاسین وھی قراۃ ابن مسعود رضی اللہ عنہ وقال اٰخرون سلام علیٰ اٰل یاسین یعنی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی قرء اٰخرون نے سلام علیٰ اٰل یاسین پڑھا ہے ۔ اور یہی قرأت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بھی ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا ہے کہ سلام علیٰ اٰل یاسین ہے یعنی آل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم (تفسیر ابن کثیر جلد 8/ص 203/ مطبوعہ مصر) اور علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ جناب ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آلِ یاسین سے مراد آل محمد ہیں (تفسیر درمنثور جلد 5/ص 286/ مطبوعہ مصر) اور علامہ فخر الدین رازی نے لکھا ہے آل یاسین آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم یعنی آلِ یاسین حضرت محمد کی آل ہیں ۔ (تفسیر کبیر جلد 7/ص 163) اور جناب مولانا صدیق خاں صاحب نے لکھا ہے "المراد باٰل یاسین اٰل محمد صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم" یعنی آل یاسین سے مراد آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں (تفسیر فتح البیان جلد 8/ص 77/ مطبوعہ مصر) اور بھی بہت سی کتابوں میں یہی مضمون ہے دیکھو علامہ ابو بکر کی کتاب (رشفۃ الصادی /ص 24/ مطبوعہ مصر) علامہ ابن حجر کی کتاب (صواعق محرقہ /ص 88/ مطبوعہ مصر) وغیرہ

مسعودی نے "مروج الذہب" میں بیان کیا ہے کہ حضرت امام حسن امام زین العابدین امام محمد باقر اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کی قبروں کی جگہ میں ایک پتھر پاتے ہیں جس پر لکھا ہوا ہے کہ ہٰذَا قَبْرُ فَاطِمَۃَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَیِّدَۃِ نِسَاءِ الْعٰلَمِینَ وَقَبْرُ الْحَسَنِ بْنِ عَلِی بْنِ حُسَیْنِ بْنِ عَلِی وَجَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِمُ التَّحِیَّۃُ وَالسَّلَامُ ۔ اس پتھر کا ظہور 330 ہجری میں ہوا ۔ اور اسی کو علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اس طرح تحریر فرماتے ہیں "در موضع قبور امام حسن زین العابدین و محمد باقر و جعفر صادق سلام اللّٰہِ علیہم اجمعین سنگے یافتند بروے نوشتہ قبر فاطمہ بنت رسولؐ اللہ سیدۃ النساء العالمین و قبر الحسن بن علی و علی بن الحسین بن علی و جعفر بن محمد علیہم التحیۃ والسلام" ۔

یعنی "امام حسن وزین العابدین ومحمد باقر وجعفر صادق علیہم السلام کی قبروں کی جگہ ایک پتھر پایا گیا جس پر لکھا تھا کہ یہ قبر ہے جناب فاطمہ دختر رسول اللہ سیدۃ نساء العالمین اور قبر ہے حضرت حسن بن علی وعلی بن حسین و محمد باقر جعفر بن محمد علیہم التحیۃ والسلام کی "(مدارج النبوۃ /جلد 2/ ص545) اور شیخ الاجل حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحبزادے حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں ۔

بیان جواز "علیہ السلام" گفتن بہ علی مرتضی وسیدۃ النساء وحسنین رضی اللہ عنہم" (یعنی اس بات کے بیان میں کہ جناب علی مرتضیٰ وسیدۃ النساء اور امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہم کو "علیہ السلام" کہنا جائز ہے)۔ (فتاویٰ عزیزی /جلد 1/ص 234/در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد) حضرت علامہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے اپنی کتابوں میں بہت سی جگہوں پر "حسین علیہ السلام "لکھا ہے۔ علاوہ ازیں قرآن کریم کے بعد سب سے مستند کتاب صحیح البخاری میں امام بخاری نے متعدد جگہ "حسین علیہ السلام" لکھا ہے ۔ دیکھیں !عن أنس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ أتی عبید اللہ بن زیاد برأس الحسین بن علی علیہ السلام فجعل فی طست فجعل ینکت ، وقال فی حسنہ شیئا ، فقال أنس کان أشبہہم برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم وکان مخضوبا بالوسمۃ (صحیح البخاري /کتاب فضائل الصحابۃ /رقم الحدیث 3538) واضح ہو گیا کہ امام عالی مقام مولیٰ حسین علیہ السلام کو "علیہ السلام" کہنا جائز ہے ، علمائے متقدمین و متاخرین کا بھی اسی پر عمل رہا ہے۔ امام عالی مقام کو "علیہ السلام" کہنے کے اور بھی بے شمار دلائل موجود ہیں، بخوف طوالت یہاں اسی پر اکتفاء کیا جاتا ہے ۔

صحیح البخاری /حدیث /[illegible]/ صحیح البخاری /حدیث /[illegible]/ صحیح البخاری /حدیث /[illegible]/ صحیح البخاری /حدیث /[illegible]/

سنن ابی داؤد /حدیث /[illegible]/ تفسیر فخر الدین رازی /سورۃ الشوریٰ/ تفسیر مظہری /سورۃ الاحزاب / ایۃ [illegible] / حلیۃ الاولیاء / المنظم /صفحہ /[illegible]/

تفسیر ثعلبی / سورۃ الاحزاب / تاریخ ابن اثیر / صفحہ /[illegible] /اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ /باب الحاء والسین / صفحہ /[illegible]/

سر الشہادتین / شیخ محدث حق دہلوی / تفسیر ماوردی / سورۃ ال عمران /ایۃ [illegible]/ تفسیر غرائب القرآن / سورۃ ال عمران /ایۃ [illegible]/

(2) نماز پڑھانے (یعنی امامت)، اذان دینے اور تعلیم قرآن (قرآن سکھانے اور پڑھانے) کی اجرت لینے کو متاخرینِ احناف نے بوجہ ضرورت جائز قرار دیا ہے، بات یہ ہے کہ فقہائے متقدمین نے اس کو ناجائز قرار دیا تھا اور دین کے مختلف شعبوں میں کام کرنے والوں کا وظیفہ بھی بیت المال سے مقرر تھا، اس لیے یہ دینی امور منظم طریقے پر انجام ہوتے رہے، لیکن جب بیت المال کا نظام باقی نہ رہا اور ان بنیادی امور میں بد نظمی اور بے ضابطگی کا احساس ہونے لگا تو فقہائے متاخرین نے صرف اذان، امامت اور تدریس کے لیے اجازت دی اور یہ اجازت دین کی آبیاری اور اس کی بقاء کے لیے ہے، اگر کوئی شخص ان ہی طاعات میں اپنے آپ کو مشغول کرے تو اس شخص کے لیے اپنی حاجات وضروریات کو پورا کرنے کے لیے دیگر ذرائع معاش کو اپنانا مشکل ہوجاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر دیگر ذرائع معاش کو اپنائے گا تو پھر ان طاعات کو مستقل پابندی کے ساتھ بجالانا مشکل ہے تو ایسے حالات میں اگر فقہائے متقدمین کے فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے ان طاعات پر اجرت لینے کو ناجائز قرار دیا جائے تو دین کے ضائع ہونے کا خطرہ تھا تو بقائے دین کی خاطر فقہائے متاخرین نے یہ فتویٰ دیا کہ ایسے طاعات جن پر دین کی بقاء موقوف ہو ان پر اجرت لینا جائز ہے، مثلاً امامت، موذن، تدریس، قضاء، منصبِ افتاء۔

(و) لا لأجل الطاعات مثل (الأذان والحج والإمامة وتعليم القرآن والفقه)، ويفتي اليوم بصحتها لتعليم القرآن والفقه والإمامة والأذان- (الدر المختار وحاشية ابن عابدين رد المحتار /ج6 /ص55)

اور علامہ ابن عابدین شامی نے اپنی کتاب "شرح العقود رسم المفتی مطبوعہ مکتبہ زکریا دیوبند سہارنپور" کے صفحہ 62 تا 66 پر مسئلۃ الاستئجار علی الطاعات کے تحت بہت عمدہ بحث کی ہے۔ دیکھیں

لکن جاء من بعدھم من المجتھدین الذین ھم اھل التخریج و الترجیح ، فافتوا بصحتہ علی تعلیم القرآن للضرورۃ فانہ کان للمعلمین عطایا من بیت المال و انقطعت فلولم یصح الاستئجار و اخذ الاجرۃ لضاع القرآن، و فیہ ضیاع الدین لاحتیاج المعلمین الی الاکتساب۔ و افتی من بعدھم ایضا من امثالھم بصحتہ علی الاذان و الامامۃ لانھا من شعائر الدین فصححوا الاستئجار علیھما للضرورۃ ایضا، فھذا ما افتی بہ المتأخرون عن ابی حنیفۃ و اصحابہ لعلمھم بان ابا حنیفۃ و اصحابہ لوکانوا فی عصرھم لقالوا بذلك و رجعوا عن قولھم الاول

ترجمہ "لیکن ان کے بعد آنے والے مجتہدین جوکہ اہل تخریج اور اہل ترجیح تھے انہوں نے ضرورت کی بناء پر تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز کہا، اس لئے کہ ابتدأً معلمینِ قرآن کو تعلیم قرآن پر بیت المال سے ہدایہ دیئے جاتے تھے جوکہ اب منقطع ہو چکے ہیں، اگر تعلیم قرآن پر اجارہ کو درست قرار نہ دیا جائے اور اس پر اجرت لینے کو جائز قرار نہ دیا جائے تو تعلیم قرآن کے ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہے ۔ پھر اس میں دین کے ضائع ہو جانے کا بھی اندیشہ ہے کیونکہ معلمین کو بھی اکتساب کی حاجت ہوتی ہے ، پھر ان کے بعد آنے والے علماء نے جوکہ خود بھی اہل ترجیح و تخریج ہیں انہوں نے اذان و امامت پر اجارہ درست ہونے کا فتویٰ دیا کیونکہ یہ دونوں امور بھی شعائر دین سے ہیں تو ضرورتاً ان دونوں کاموں پر اجارہ کرنا بھی ان حضرات نے درست قرار دیا۔ یہ ہے وہ امر جس کے بارے میں متاخرین علماء نے امام اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اور آپ کے اصحاب کے حوالے سے فتویٰ دیا کیونکہ یہ حضرات جانتے تھے کہ خود امام اعظم اور ان کے تلامذہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اس زمانے میں ہوتے تو یہی فتویٰ دیتے اور اپنے پہلے قول سے رجوع کر لیتے" ۔

(3) واضح ہو کہ رمضان المبارک میں تراویح دو طرح سے پڑھی جاتی ہیں اول یہ کہ تراویح بغیر قرآن کے (یعنی سورہ تراویح) ہوتی ہیں اس کا مسئلہ تو مندرجہ بالا امامت کے مسئلے میں گزر چکا ہے۔ دوم یہ کہ تراویح بالقرآن ہوتی ہیں حافظِ قرآن تراویح میں قرآن پاک سناتے ہیں اور مقتدی سنتے ہیں، حالانکہ قرآن سننا اور سنانا بڑی فضیلت اور اجر و ثواب کا باعث ہے۔ لیکن محض تلاوت قرآن مجید پر استیجارہ جائز نہیں۔

فإن المفتى به صحة الاستئجار على تعليم القرآن، لا على تلاوته

البتہ اگر حافظِ قران کو رمضان المبارک کے لیے نائب امام بنا دیا جائے اور اس کے ذمہ ایک یا دو نمازیں سپرد کر دی جائیں اور اس خدمت کے عوض تنخواہ کے عنوان سے اسے کچھ دے دیا جائے (خواہ وہ زیادہ ہو یا کم) تو اس کے لینے اور دینے کی گنجائش ہوگی۔ یا قرآن سنانے والے کو بغیر استیجارہ صرف بطور ہدیہ کچھ رقم و تحائف وعیدی وغیرہ دیے جائیں تو اس میں بھی گنجائش ہے۔ ورنہ تو حدیث پاک میں ہے "جس نے قرآن پڑھا اور اس کے ساتھ کھایا (یعنی استیجارہ کیا) وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا چہرہ ہڈی کا ڈھانچہ ہوگا جس پر گوشت نہیں ہوگا"۔

عن (زاذان) قال: سمعته يقول: من قرأ القرآن يأكل به جاء يوم القيامة ووجهه عظم ليس عليه لحم. سُوْرَةٌ. (مصنف ابن أبي شيبه، كتاب الصلاة، باب في الرجل يقوم بالناس في رمضان فيعطى، /ج2/ص168/ طباعت مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة)

والله ورسوله اعلم بالصواب

کتبہ

محمد عمران کاظم مصباحی المداری مرادآبادی

ادم :- الجامعۃ العربیہ سید العلوم بدیعیہ مداریہ محلہ اسلام نگر بہیڑی ضلع بریلی اترپردیش الہند

16/ اگست 2024 عیسوی مطابق 10/ صفر المظفر 1446 ہجری بروز جمعہ۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح

فقط سید نثار حسین جعفری المداری نادر مصباحی مکن پور شریف کان پور نگر یوپی الہند

خادم الافتاء : الجامعۃ العربیہ سید العلوم بدیعیہ مداریہ محلہ اسلام نگر بہیڑی ضلع بریلی اترپردیش الہند